JOURNAL OF ISLAMIC AND RELIGIOUS STUDIES

OPEN ACCESS
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk

JIRS, Vol.:7, Issue: 1, Jan – June 2022,
DOI: 10.36476/JIRS.7:1.06.2022.08, PP: 1-12

اسلامی تقویم سے متعلق برطانوی مستشرق مارگولیتھ کے خیالات کا علمی و ناقدانہ جائزہ

A Literary and Critical Analysis of British Orientalist D. S. Margoliouth's Views Concerning Islamic Calendar

Dr. Aliya Shah
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs, University of Malakand, Dir, Pakistan

Dr. Ata ur Rahman
Dean/ Professor, Department of Islamic Studies& Religious Affairs, University of Malakand, Dir, Pakistan

Version of Record Online/Print:
20-06-2022

Accepted:
13-06-2022

Received:
31-01-2022

Abstract

This study is intended to critically analyze D.S. Margoliouth's allegations regarding Hijri calendar. The orientalists generally try to control the superb and wonderful teachings of Prophet Muhammad S.A.W as well as the beauty of Islam. D.S Margoliouth is one of the narrow minded and prejudiced orientalists. Besides his other hazy and groundless allegations, he has also alleged the Hijri calendar. This article is, therefore, apprehensive to elucidate the allegations of D.S. Margoliouth about Hijri calendar and to conclude that the allegations are incompetent, valueless, and lethal about Islamic lunar calendar. Moreover, this article also argues that D.S. Margoliouth is partial and biased in his views about Hijri calendar.

Keywords: *D.S. Margoliouth, allegations, lunar calendar*

اسلامی تقویم سے متعلق برطانوی مستشرق مارگولیتھ کے خیالات کا علمی و ناقدانہ جائزہ

ڈاکٹر عالیہ شاہ

لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ ریلیجیئس افیئرز،

یونیورسٹی آف مالاکنڈ، دیر

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن

ڈین / پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ ریلیجیئس افیئرز،

یونیورسٹی آف مالاکنڈ، دیر

خلاصہ (Abstract)

اس مقالہ میں برٹش مستشرق، ڈی۔ ایس۔ مارگولیتھ کے اعتراضات کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مستشرقین اسلام کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت اور آنخضرت ﷺ کی بے مثال اور لازوال تعلیمات کو شکست دینے سے قاصر ہیں اس لئے وہ ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر اسلاموفوبیا پھیلانے کی ہر ممکن کوشش میں لگے ہیں۔ اسلامی کلینڈر پر تنقید اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ آنخضرت ﷺ نے علم فلکیات کو سمجھے بغیر قمری کلینڈر رائج کیا ہے۔ یہ اعتراض بے موقع و بے جا استدلال اور قطعاً بے بنیاد ہے کیونکہ قرآن میں متعدد مقامات پر فلکیات کے حوالے سے بعض تفصیلات ذکر کی گئی ہیں۔

کلیدی کلمات: ڈی ایس مارگولیتھ، قمری کیلنڈر، ہجری کیلنڈر

تعارف

قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی سمیت سیرۃ مبارکہ کے کئی موضوعات کے حوالے سے مستشرقین نے قلم اٹھایا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور شریعت اسلامی کے ایک روشن باب کو داغدار کرنے میں اپنی توانائی صرف کی ہے اور شکوک و شبہات پیدا کئے ہیں۔ مستشرقین اس بات سے اچھی طرح خبردار ہیں کہ وہ لوگ مسلمانوں کو جنگ کے میدان میں تو ہرا نہیں سکتے، اس لئے وہ یقین و ایمان کے کھوکھلے کھیل کھلنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ان کا یہ کھیل عام طور پر کم علم مسلمانوں اور خاص کر نوجوان نسل کو متعدد شکوک و شبہات میں مبتلا کرتے ہیں۔ ان متعصب مستشرقین میں ایک نام D.S.Margoliouth کا ہے۔

ڈی۔ آیس۔ مارگولیتھ D.S. Margoliouth ایک مشہور مستشرق ہیں جن کا تعلق انگلستان سے ہے۔ وہیں پر ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۰ء میں وفات پائی۔ مارگولیتھ پیدائشی عیسائی تھے لیکن ان کے آباؤاجداد یہودی تھے ان کے والد نے یہودیت چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی تھی۔

مارگولیتھ Oxford University میں عربی کے پروفیسر تھے۔ ۱۹۳۷ء سے Royal Asiatic Society کے صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ مارگولیتھ نے اسلام کے خلاف بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن میں سے چند کتب کے نام درج ذیل ہیں:

- *Muhammad And the Rise of Islam Mohammedanism*
- *Early development Of Mohammedanism*
- *The Umayyads and Abbasids*
- *The Eclipse of The Abbasid Caliphate*

اس میں شبہ نہیں کہ ان کتابوں سے مار گولیتھ کی معلومات کا اندازہ تو ہو سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسی تعبیرات مل جاتی ہیں جس سے تعصب صاف معلوم ہوتا ہے۔[1] ذیل میں ان کے خیالات کا ایک تحقیقی اور ناقدانہ جائزہ پیش خدمت ہے۔

بنیادی سوال تحقیق

کیا نبی کریم ﷺ نے علمِ فلکیات سے لاعلم ہوتے ہوئے بغیر سوچ سمجھے قمری کیلنڈر کا اجراء کیا؟

منہج

اس مقالہ کے لئے طریقہ کار یہ رکھا گیا ہے کہ پہلے مستشرق کا اعتراض ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد اعتراض کا ترجمہ اور پھر اس کا جواب ذکر کیا گیا ہے۔ جواب کے لئے مدلل دلائل کا سہارا لیا گیا ہے اور حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ بنیادی مصادر کا استعمال کیا جائے اور مقالہ کو مستند اور جامع انداز میں تحریر کرکے پیش کیا جائے۔

مار گولیتھ کا قمری کلینڈر کے بارے میں اعتراض

دیگر متعصب مستشرقین کی طرح مار گولیتھ نے قمری کلینڈر کو تنقید کا نشانہ بنا کر آنحضرت ﷺ کی کم علمی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بات پر زور دیا ہے ہے آنحضرت ﷺ کو علم فلکیات کا علم نہیں تھا اور پھر بھی انہوں بغیر سوچ سمجھے اس کا اجراء کیا مثلاً

"The unhappy idea of altering the calendar without knowledge of the elements of astronomy or even of the purpose of the year"[2]

کلینڈر کی تبدیلی کا ناخوشگوار خیال، علم فلکیات کو بغیر سمجھے، قمری مہینہ کو رائج کرنا آنحضرت ﷺ کی بڑی غلطی تھی۔

مار گولیتھ لکھتے ہیں کہ علم فلکیات کو بغیر سمجھے قمری مہینہ رائج کرنا آنحضرت ﷺ کی غلطی ہے۔ یہ دلیل بے بنیاد ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ وہ علم فلکیات کے ماہر تھے اور نہ ہی اپنے آپ کو علم فلکیات کا ماہر سمجھا۔ آنحضرت ﷺ اور دیگر تمام انبیائے کرامؑ، دنیا میں لوگوں کے لئے ہدایت و راہنمائی لے کر آئے تھے، جس کی روشنی میں لوگ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ پر چل کر دنیا وآخرت کی کامیابیاں حاصل کریں اور دوسری طرف لوگوں کی اپنی طرف سے بنائے گئے توہمات، خیال پرستی، اور فضول رسومات کو چھوڑ کر خواہ مخواہ کی مشقت اور تکلیف سے نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامی کو زندگی کا واحد طریقہ قرار دیا، تاکہ انفرادی و اجتماعی زندگی کی گزر بسر، عافیت و آسانی کے ساتھ ہو، کوئی قانونی پیچیدگی نہ ہو، کوئی خلا نہ ہو، انسانوں کو طریقہ و قانون خود طے کرنے کی تکلیف نہ دی جائے، کیونکہ انسان کا علم، تجربہ محدود ہے، یہ کل کا دھندلا سا خیال لا سکتا ہے، مگر اس کی حقیقت، ضرورت و مسائل کا بخوبی ادارک نہیں کر سکتا، وحی الہی ہی ان مسئلوں کا حل پیش کر سکتی ہیں۔ وحی ہی ایسا ذریعہ ہے جس کی روشنی میں ماضی حال اور مستقبل کی ضرورتوں کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جو کہتے ہیں وہ ان کی خواہش نہیں ہیں۔

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلاَّ وَحْيٌ يُوحَى" (سورة النجم : 3-4)

"اور یہ رسول اپنی مرضی اور خواہش سے کچھ نہیں کہتا یہ تو وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔"[3]

مہینوں کا حساب اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ میں فرماتا ہے:

"إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السموات وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ " (سورة التوبة: 36)

" بیشک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ ہے کتاب الٰہی میں، جس روز سے اس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو، ان میں سے چار عزت والے ہیں۔ یہی دین قیم ہے "

آنخضرت ﷺ نے اپنے حج کے خطبے میں ارشاد فرمایا:

" سنو! زمانہ گھوم پھر کر اپنی اصلیت پر آ گیا ہے سال کے بارہ مہینے ہوا کرتے ہیں جن میں سے چار حرمت و ادب والے ہیں۔ تین متواتر ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب جو مضر کے ہاں ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں ہے پھر پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ کو اور اس کے رسول کو ہی پورا علم ہے۔ آپ ﷺ نے کچھ خاموشی اختیار کی پھر فرمایا: ہم سمجھے کہ شاید نبی کریم ﷺ اس دن کا کوئی اور ہی نام رکھے گے۔ پھر پوچھا! کیا یہ یوم النحر ہے یعنی قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ جانے اور اس کا رسول۔ آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ یہاں تک کے صحابہ کرام نے محسوس کیا کہ شاید نبی کریم اس مہینہ کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہاں ہاں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ صحابی نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے؟ آپ ﷺ پھر خاموش رہے اور صحابہ کو پھر خیال آیا کہ شاید نبی کریم ﷺ اس شہر کا کوئی اور نام رکھنے والے ہیں۔ کچھ دیر بعد فرمایا! کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا: یاد رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے آپس میں ایسے ہی محترم جیسے یہ مہینہ، یہ دن اور شہر محترم ہے۔ سنو! میرے بعد گمراہ نہ ہونا کہ ایک دوسرے کی گردن زدنی کرنے لگو۔ بتاؤ کیا میں نے اپنا فرض پورا کیا ہے؟ سنو! تم میں سے جو موجود ہیں انہیں چاہیے کہ جو موجود نہیں ان تک پہنچا دیں۔ بہت ممکن ہے کہ جسے وہ پہنچائے وہ ان سننے والوں سے بھی زیادہ نگہداشت رکھنے والا ہو "[4]

حجۃ الوداع کے خطبے کے وقت آنخضرت ﷺ اپنی اونٹنی کی نکیل تھامے ہوئے تھے اور لوگوں کی بھیڑ کو روکے ہوئے تھے۔ آپ کے پہلے جملے کا یہ مطلب ہے کہ جو کمی بیشی اور تقدیم تاخیر مہینوں کی، جاہلیت کے زمانے کے میں مشرکین کیا کرتے تھے وہ الٹ پلٹ کر اس وقت ٹھیک ہو گئی ہے جو مہینہ آج ہے وہی درحقیقت بھی ہے۔ ٹھیک اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

" یہ شہر باحرمت و باعزت ہے یہ شہر آج بھی حرمت والا ہے اور اسی طرح قیامت تک باحرمت رہے گا۔ "

مہینوں کی کمی بیشی کی وجہ سے حج ذالحجہ کے مہینہ میں نہیں ہوتا تھا بلکہ اکثر اس میں غلطی ہو جایا کرتی تھی لیکن اس بار جس سال نبی کریم ﷺ حج کرنے تشریف لائے تھے مہینہ گھوم پھر کر اپنی اصلی جگہ پر آ گیا تھا۔[5]

ایک دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

"هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاء وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُواْ عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّهُ ذَلِكَ إِلاَّ بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ" (سورة يونس : 5)

"وہی ہے جس نے بنایا سورج کو درخشان اور چاند کو نور اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں تاکہ تم جان لو گنتی برسوں کی اور حساب۔ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے مگر حق کے ساتھ تفصیل سے بیان کرتا ہے (اپنی قدرت کی نشانیاں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرتِ کاملہ، اس کی سلطنتِ عظیم پر دلالت کے لئے کافی ہے۔ اس یکتا و بے مثال ذات نے سورج سے نکلنے والی شعاعوں کو ضیاء اور چاند سے نکلنے والی شعاعوں کو نور بنایا، ہر ایک اپنے مدار میں اپنی نوعیت کے کام سے پہچانا جاتا ہے دونوں کے مشتبہ ہونے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے دن میں سورج حکومت کرتا ہے اور رات میں چاند اپنی منزلیں پوری کرتا ہے شروع میں چاند بہت پتلا دکھائی دیتا ہے پھر اس کے نور اور جسامت میں اضافہ ہونا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چودھویں کی رات بدر کامل بن جاتی ہے پھر گھٹنا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کے مہینے کے اختتام پر پہلی حالت کی طرف پلٹ جاتا ہے۔[6] صحیح مسلم میں روایت ہے:

"عن ابن عمر رضي الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاء وَالْقَمَرَ نُورًا حتى تروه ولا تفطروه حتى تروه فإن غم عليكم فاقدروا له"[7]

"ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا، مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے، پس تم (شعبان کی انتیس کے بعد) روزہ نہ رکھو، یہاں تک کہ چاند کو دیکھ لو اور (رمضان کی انتیس کے بعد) روزہ افطار نہ کرو، یہاں تک کہ چاند کو دیکھ لو، اگر کہیں بادل چھا جائیں تو پھر اس کے لیے (تیس دن کا) حساب کا اندازہ کر لو"

اسلامی کلینڈر شریعت اسلامی کی خوبیوں میں سے ایک ہے، اگر تاریخ کے تناظر سے دیکھا جائے تو یہ روز روشن کی طرح کھلی حقیقت ہے کہ اسلامی تقویم اتنی ہی پرانی جتنی تاریخِ تخلیق قدیم ہے۔ لیکن ان تمام مباحث سے ماورا ایک چیز حق بجانب ہے وہ یہ کہ شریعت اسلامی کا ہر چھوٹا بڑا حکم اللہ کی جانب سے ہوتا ہے کیونکہ وہی وحدہ لاشریک ذات ہے جس نے ابتدء کی وہی انتہاء کرے گا۔ سورۃ یٰسین میں ارشادِ باری ہے:

"وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ لا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" (سورة يٰسين : 39-40)

"اور (ذرا) چاند کو کو ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لئے منزلیں، آخر کار ہو جاتا ہے کھجور کی بوسیدہ شاخ کی مانند نہ سورج کی مجال کہ (پیچھے سے) چاند کو آ پکڑے اور نہ رات کو طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے۔ اور سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں"

اور فرمایا:

"وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا" (سورة الانعام: 96)

"اور (بنایا ہے) سورج اور چاند کو حساب کے لئے مقرر کیا ہے"

اور یہاں فرمایا:

"قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ"

"سورج کے ذریعے دنوں کو پہچانا جاتا ہے اور چاند کی گردش سے مہینوں اور سالوں کا حساب لگایا جاتا ہے"۔[8]

قرآن کریم کی ان آیات سے یہ بات ظاہر ہے کہ مہینوں کا حساب کتاب اور مہینوں میں کتنے دن ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے سے بتادیا کہ ہجری تقویم شریعت اسلامی کی خصوصیت ہے اور اس کا شمار شریعت اسلامی میں ہوتا ہے اس کے بعد سورۃ نور کا ذکر بھی ضروری ہے۔ارشاد ربانی ہے:

"يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِأُوْلِي الأَبْصَارِ" (سورة النور : 44)

"اللہ تعالیٰ ہی دن اور رات کو تبدل کرتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لئے تو اس میں یقیناً بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔"

اس آیت کریمہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رات و دن کا بدلتے رہنے اور یکے بعد دیگرے آنا جانا اس وحدہ لاشریک کی قدرت کاملہ کا ایک بڑا مظہر ہے، اور آخر میں اللہ کا یہ پیغام کے اس میں عقل والوں، دانشمندو اور غور فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہے۔

سن ہجری کا آغاز:

درجہ بالا آیت پر غور کرکے ہی دانشمندوں نے سن ہجری کا آغاز کیا۔ دور عمرؓ میں ہی یہ بڑا فیصلہ کیا گیا تھا۔ ہجرت کے سولیں سال اس بات پر صحابہ متفق ہوئے کہ تاریخ اسلامی کی ابتداء کی جائے۔

خلافت عمرؓ میں ابو موسیٰ الاشعریؓ نے ایک دفعہ امیر المومنین کو خط لکھا کہ آپ کے خطوط ہمارے پاس آتے ہیں لیکن ان میں تاریخ نہیں ہوتی۔ اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپؓ نے یہ خط کس دن تحریر فرمایا، کس دن روانہ کیا، کب پہنچا، کس دن حکم مطلوبہ کام کے حکم جاری کیا اور کس دن اس پر عمل کا آغاز ہوا۔ عمرؓ کو ابو موسیٰ الاشعریؓ کی یہ رائے پسند آئی۔ اس کے بعد عمرؓ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مشورے کے لئے بلایا۔ بعض نے کہا: نبی کریم ﷺ کی بعثت سے تاریخ شروع کریں۔ بعض نے کہا: آپ ﷺ کی وفات سے شروع کریں اور بعض نے مشورہ دیا کہ آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے شروع کریں۔ صحابہ کرام میں سے بعض کی رائے تھی کہ ان کو رومی سنہ کا اجراء کرنا چاہیے۔ چند صحابہ کی یہ رائے بھی تھی کہ فارسی سنہ اختیار کرنا چاہیے۔ سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ علیؓ نے کہا: آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے تاریخ شروع کرنی چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کفر کے علاقے کو خیر آباد کہا تھا۔ خود عمرؓ بھی ہجرت سے ابتداء کو پسند کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کردیا تھا۔ اسی وجہ سے سب کا اس پر اتفاق ہوا۔[9]

محرم الحرام سے ابتداء:

عمرؓ نے اس کے بعد کہا: مہینوں میں کس مہینہ سے ابتداء کی جائے بعض نے کہا: بعض کی رائے تھی کہ کلینڈر کی ابتداء رمضان سے کی جائے۔ بعض نے محرم الحرام سے ابتداء کے حق میں اپنی رائے دی۔ ابن جریر طبری، ابن عباس کے حوالے سے

لکھتے ہیں:

"اسلامی مہینے کا تعین ارشاد باری تعالیٰ کے اس قول "والفجر ولیال عشر" کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ عبید بن عمیرؓ سے مروی ہے: "محرم اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے یہی ہر سال کا فجر ہے اسی ماہ میں بیت اللہ کی کشش بڑھ جاتی ہے اور دنیا بھر کے مسلمان اسی طرف رخ کرتے ہیں نیز اسی مہینے میں ہر سال چاندی کے سکوں کی ڈھلائی کا کام شروع کیا جاتا ہے جو زندگی کے عمومی کاروبار اور گزر بسر کے ضروری ہوتے ہیں۔"[10]

سن ہجری سے پہلے کی تاریخیں:

"عامر الشعبی روایت کرتے ہیں کہ جب روئے زمین پر آدم کی اولاد کی تعداد زیادہ ہو گئی اور اطراف واکناف میں پھیل گئے تو انہوں نے آدم علیہ السلام سے تاریخ شمار کی، یہ سلسلہ طوفان نوح علیہ السلام تک جاری رہا۔ وہاں سے نار خلیل تک تاریخ کا حساب کرتے رہے۔ پھر یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے تاریخ کا حساب کیا گیا وہاں سے حساب بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے واقعے سے تاریخ کا حساب لگایا اور بعض لوگوں نے ایسے بھی کیا کہ عیسیٰؑ کے زمانے کو بنیاد بنایا۔"[11]

ابن جریر طبریؒ تاریخ طبری میں لکھتے ہیں:

"بنی اسماعیل، ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے تاریخ کا حساب کرتے تھے۔ البتہ جب لوگ ادھر ادھر پھیلنے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے دور ہو جاتا تو وہ اپنی اس جدائی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا۔ ایسے بھی لوگ ہوا کرتے تھے جو کسی مشہور واقعے سے تاریخ کا حساب کرتے تھے۔ اور بعض لوگ کسی قحط سالی سے جو ان کے ملک کے کسی حصے یا پورے علاقے کو لپیٹ میں لے چکی ہوتی تو اس واقعے سے وہ خاص طبقہ تاریخ کا شمار رکھا کرتے تھے۔"[12]

حمیر والے اپنے بادشاہ تبع کے عہد سے تاریخ کا حساب رکھتے تھے، غسانی سد مآرب کے پھٹنے سے تاریخ کا حساب رکھتے تھے۔ صنعانی یمن پر حبشیوں کی فتح اور بعد ازاں ایرانیوں کے غلبے سے تاریخ کا حساب کتاب رکھتے تھے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ عرب اپنی لڑائیوں سے تاریخ کا حساب رکھتے تھے مثلاً بسوس، واحس اور غبرا کی لڑائی سے ذی قار اور حرب فجار جیسے معرکوں سے۔"[13]

دنیا بھر کے مروجہ سنین کی ابتداء پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ کوئی کسی بڑے آدمی یا بادشاہ کی پیدائش، وفات یا تاجپوشی سے شروع ہوتا ہے۔ یا پھر کسی ارضی یا سماوی حادثہ مثلاً زلزلہ یا طوفان کی تاریخ سے حساب لگاتے تھے۔ ان تمام کے برعکس اسلامی کلینڈر کا آغاز ہجرت کے مبارک دن سے ہوتا ہے۔

ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں:

"قومی زندگی کے مقدمات میں سے ایک نہایت اہم چیز سن تاریخ ہے جو قوم اپنا سن نہیں رکھتی وہ گویا اپنی بنیاد کی اہم اینٹ نہیں رکھتی، قوم کا سن اس کی پیدائش اور ظہور کی تاریخ ہوتا ہے۔ یہ اس کی قومی زندگی کی روایات قائم رکھتا اور صفحہ عالم پر اس کے عروج واقبال کا عنوان ثبت کر دیتا ہے۔ یہ

کسی قوم کی زندگی کے ظہور و عروج کی ایک جاری و قائم یادگار ہوتی ہے۔ ہر طرح کی یدگاریں مٹ سکتی ہیں لیکن یہ نہیں مٹ سکتی، کیونکہ سورج کے طلوع و غروب اور چاند کی غیر متغیر گردش سے اس کا دامن بندھ جاتا ہے اور دنیا کی عمر کے ساتھ ساتھ اس کی عمر بھی بڑھتی رہتی ہے۔ [14]

اسلامی کلینڈر کی خصوصیات:

اسلامی کلینڈر کی تاریخ ہر طرح کی قربانیوں سے لبریز ہیں، اس کی بنیاد نبی کریم ﷺ کی وہ عظیم ہجرت ہے، جس میں آپ ﷺ نے ہر طرح کی قربانی دے کر گلشن اسلام کی آبیاری کی، صحابہ کرامؓ نے اپنی جانی قربانیوں سے، اپنی مالی قربانیوں کا نذرانہ پیش کرکے روئے زمین پر ایک لاثانی مثال قائم کر دی۔ لازوال خوبیوں کا مالک اسلامی کلینڈر جس کا اعتراف سلمان منصور پوری بھی کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

سلمان منصور پوری کی تحقیق:

"سن ہجری میں ایک عجیب کشش اور ایک عجیب فضیلت پائی جاتی ہے کہ وہ شروع سے حال تک اپنی صورت مجوزہ پر چلا آتا ہے جو دنیا کے مروجہ سنین میں سے غالباً کسی سنہ میں نہیں پائی جاتی۔ دوسری عجیب خصوصیت اس کی یہ ہے کہ لحاظ تداول و استعمال بھی سنہ ہجری دنیا کے اکثر مروجہ سنین سے قدیم سنہ ہے۔ سن عیسوی قدیم کا استعمال یورپ میں آٹھویں صدی عیسوی میں شروع ہوا جب کہ سنہ ہجری کی دوسری صدی تھی۔ عیسوی جدید یعنی جو سال اب یورپ اور امریکہ میں جاری ہے انگلستان میں ۱۷۵۲ء بمطابق ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ میں جاری ہوا۔ اسلام نے سال کا شمار قمری حساب پر رکھا ہے اور اس حساب کو شمسی حساب کے برابر کرنے کے لئے کوئی لوند یا کبیہ کا مہینہ اختیار نہیں کیا، کیوں کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ حساب بھی ایسا ہو جو فطرت کے اصول پر اور مبنی بر مصلحتِ دین ہے اسلام کی اعلیٰ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت مساوات بھی ہے اور دوسری خصوصیت ہمہ گیری بھی ہے۔ اسلام نے ان خصائص کی حصانت و حمایت میں یہ پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے بدلتے موسموں میں آیا کریں۔ اسلام کے رکن چہارم ماہ رمضان پر غور کریں کہ اگر نبی ﷺ نے ماہ صیام کے کوئی شمسی مہینہ مقرر فرما دیا ہوتا یا قمری حساب میں کبیسہ (لوند) لگانا منظور فرمالیتے تو نتیجہ کیا ہوتا۔ آنحضرت ﷺ کا مقرر کردہ مہینہ خواہ گرم موسم کا ہوتا یا سرد کا مگر انصاف نہ ہوتا دنیا کے نصف مسلمان ہمیشہ کے لئے آسانی میں اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ کے لئے تنگی اور سختی میں پڑ جاتے۔ عالم علمِ جغرافیہ سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ماہ دسمبر میں جو نصف شمالی دنیا کا سرد اور سب سے چھوٹے دنوں کا مہینہ ہے۔ وہ نصف جنوبی دنیا کا گرم اور طویل دن کا مہینہ ہے۔ پس اسلام کی مساوات کا اقتضا ہی یہ تھا کہ اسلامی سال قمری حساب پر ہوتا اور قمر کی حرکات کو انسانی اختراع لوند وغیرہ کی شمولیت سے کلعدم نہ کر دیا جاتا"۔ [15]

ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق:

" شمسی سال کے تحت سارے ٹیکس ایک معین مہینے میں آتے ہیں مثلاً زکوۃ یا زراعت کا ٹیکس ہے، فرض کیجئے وہ اگست کے مہینے میں ہمیشہ آئے گا دیگر ٹیکسوں میں کچھ تو مثلاً چنگی ، ریل کے ٹکٹ روزانہ کے ہیں اور کچھ دیگر قسم کے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کا خزانہ ایک خاص زمانے میں خالی ہو جاتا ہے تو حکومت کے پاس روزمرہ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے مطلوبہ رقم نہیں ہوتی۔ جبکہ اسلامی حکومت اس اصلاح کے تحت حکومت کے ٹیکس مختلف موقعوں پر وصول کرتے ہیں۔ جو زراعتی ٹیکس ہے اس کا مہینہ الگ ہوتا ہے، دیگر ٹیکسوں کا زمانہ علیحدہ ہوتا ہے۔ اس طرح حکومت کا خزانہ ہر زمانے میں بھرا رہتا ہے۔ یہ خصوصیت شمسی سال میں نہیں پائی جاتی۔ شمسی تقویم میں ، باوجود علم کی ترقی کے اور انتہائی دقیق آلات کی ایجاد کے باوجود بھی وہ خوبیاں نہیں جو قمری تقویم میں ہیں۔ "[16]

سن ہجری کی بنیاد قمری تقویم پر ہے قمری تقویم انسانی اختراعات سے ماوراا ور بے نیاز اور بلند ہے۔

سنہ ہجری کی غیر معمولی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو سنہ ہجری کے آغاز سے لے کر آج تک اس میں نہ کوئی ترمیم ہوئی اور نہ آئندہ ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ شریعت میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا اس سنہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شروع سے آج تک اپنی مجوزہ صورت پر چلا آ رہا ہے۔ اور کسی دور میں بھی اس میں ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ دنیا کے مروجہ سنین میں سے غالباً کسی میں بھی یہ خصوصیات نہیں پائی جاتی۔

مسلمانوں کے اسلامی مہینوں کی اہمیت:

ہر مہینے کی ابتداء دعاؤں ، اذکار و عبادات کے ذریعے کرنی چاہیے ، نیا چاند دیکھنے پر دعاؤں میں برکت ، حفاظت اور ثواب کے حصول کی نیت ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کو فضول خرافات کے بجائے اسی کا اہتمام کر کے سچے پیروکار ہونے کا ثبوت دینا چاہیے اور دعائیں سال کی ابتداء کے ساتھ خاص نہیں ، بلکہ ہر قمری مہینے میں مانگنے کی عادت ہونی چاہیے۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے اور اسی حوالے سے ہمیں احادیث میں ذکر کچھ یوں ملتا ہے:

"النبي ﷺ كان إذا رأى الهلال قال اللهم اجعله هلال يمن وبركة"[17]

"آنحضرت ﷺ جب پہلی کے چاند کو دیکھتے تو یوں دعا مانگتے : اے اللہ ہمارے لیے اس چاند کو خیر و برکت والا بنا"۔

اسی طرح ایک اور حدیث کچھ یوں ہے:

"حدثنا محمد بن بشار حدثنا أبو عامر العقدي حدثنا سليمان بن سفيان المديني حدثني بلال بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله عن أبيه عن جده طلحة بن عبيد الله أن النبي ﷺ كان إذا رأى الهلال قال اللهم أهله علينا باليمن والإيمان والسلامة والإسلام ربي وربك الله"[18]

" اے اللہ ! اس پہلی کے چاند کو امن وسلامتی او رایمان واسلام کے ساتھ ہم پر طلوع کر (اے

چاند!) میرا اور تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔"

نتائج

1. گزشتہ زمانے کے واقعات و حادثات وغیرہ کو محفوظ کرنے کے لئے اور آئندہ زمانہ کے لین دین، معاملات وغیرہ کی تاریخ متعین کرنے کے لئے کلینڈر کی نہایت ضرورت تھی کیونکہ کلینڈر کے بغیر ماضی کی تاریخ معلوم ہو سکتی ہے نہ مستقبل کی کسی خبر کا تعین کیا جا سکتا ہے، اس ضرورت کے پیشِ نظر مسلمانوں نے اسلامی کلینڈر کا آغاز کیا تھا۔
2. ڈی۔ایس۔ مارگولیتھ کا یہ اعتراض کہ علم فلکیات کو بغیر سمجھے قمری کلینڈر رائج کرنا آپ ﷺ کی غلطی ہے یہ اعتراض بے موقع و بے جا استدلال ہے اور قطعاً بے بنیاد ہے جبکہ قرآن خود متعدد مقامات پر فلکیات کے حوالے سے بعض تفصیلات ذکر کی ہیں۔
3. مارگولیتھ نبی کریم ﷺ کو پیغمبر اور دین اسلام کو وحی الٰہی پر مبنی شریعت نہیں سمجھتے بلکہ حقیقت یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کی طرح پیغمبر ہیں۔
4. مارگولیتھ Oxford university میں عربی پڑھاتے تھے ایک پروفیسر کو عربی سمجھنے میں اتنی دقت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ عربی علوم کو سمجھے بغیر بے بنیاد استدلال کرتا پھرے۔
5. دیگر مستشرقین کی طرح مارگولیتھ کی کوششوں کا محور بھی اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلا کر مذہب اسلام سے لوگوں کو متنفر کرنا اور مسلمان نوجوان نسل کو گمراہ کرنا ہے۔

تجاویز

- مارگولیتھ کے خیالات و افکار کے تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کے بعد بالعموم امت مسلمہ اور بالخصوص نئے محققین اور علوم اسلامیہ کے طلباء کے لئے تجاویز و سفارشات کے ضمن میں درج ذیل نکات کی طرف توجہ کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔
- مملکت خداداد میں تمام جامعات کے طلبہ و طالبات کو بالعموم اور مدراس دینیہ کو بالخوص مستشرقین کے اہداف و مقاصد اور تحقیق کے نام پر مسخ حقائق وغیرہ کا مطالعہ کروایا جائے تاکہ اس عظیم دجالی فتنہ اور اس کے اصول سے آگہی ہو سکے۔
- مسلم معاشرے پر مغربی تہذیب کے اثرات بہت تیزی سے مرتب ہو رہے ہیں۔ بالخصوص نوجوان نسل کو ان اثراتِ بد سے محفوظ رکھنے کے لئے راہنمائی فراہم کی جائے اسی لئے ن
- وجوان نسل کو مغربی تہذیبی یلغار سے بچانے کے لئے تمام لائبریریوں میں عالم اسلام میں استشراق کے حوالے سے لکھی گئی لٹریچر کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے مطالعہ سے نوجوان نسل کو اپنے اپنے دوست اور دشمن میں پہچان کرنا آسان ہو گا، اور وہ امتِ مسلمہ کے خلاف ہونے والی سازشوں سے آگاہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ رفاعہ عام کے لئے اس قسم کے لٹریچر کا متداول زبانوں میں ترجمہ ہونا بھی ضروری ہے۔
- جامعات و مدارس کے اساتذہ کو چاہیے کہ استشراق کے حوالے سے منتخب اقتباسات، مضامین و موضوعات سے طلباء کو آشنا کروائیں تاکہ قرآن و سنت کی روشنی میں جدید استعماری قوتوں کے طریقہ کار اور ان کے مقابلے کی حکمت عملی

کے حوالے سے اذہان کی تیاری ہوسکے نیز عوامی سطح پر پھیلی ہوئی باہم غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے۔ اس لئے جدید ذہن کے فکری اشکالات کے حل کے لیے ایسے لٹریچر کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] *Urdu Encyclopedia of Islam* (Lahore: University of Punjab, n.d.), 18: 316, 317.

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور ۱۹۸۵ء، ۱۸: ۳۱۶، ۳۱۷

[2] D. S. Margoliouth, *Muhammad and The Rise* (New York: G. P. Putnam Sons, 1905), p: 392.

[3] Dr. Muḥammad Dīn, *Ta'līm al Qur'ān Urdū* (Tāj Company, 2014).

محمد دین، ڈاکٹر، تعلیم القرآن اردو، تاج کمپنی ۲۰۱۴ء

[4] Muḥammad bin Ismā'īl Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī* (Beirūt: Dār Ibn Kathīr, 1432), Ḥadīth # 67, 4144.

بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۹۸۷ء، حدیث رقم: ۶۷، ۴۱۴۴

[5] Ismā'īl bin 'Umar Ibn Kathīr, *Tafsīr al Qur'ān al 'Aẓīm* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1999), Vol. 2, Sūrah al Tawbah, 36.

ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۹ء، ج ۲، سورۃ التوبۃ: ۳۶

[6] Ibn Kathīr, *Tafsīr al Qur'ān al 'Aẓīm*, Vol. 2, Sūrah Yūnus: 5.

ابن کثیر، ج ۲، سورۃ یونس: 5

[7] Muslim bin Al Ḥajjāj Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, ed. Muḥammad Fawād 'Abd al Bāqī (Beirūt: Dār 'Iḥyā' al Turāth al 'Arabī, n.d.), Ḥadīth # 1080.

مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، دار احیاء التراث عربی، بیروت، حدیث رقم: ۱۰۸۰

[8] Ibn Kathīr, *Tafsīr al Qur'ān al 'Aẓīm*, Vol. 2, Sūrah Yūnus: 5.

ابن کثیر، ج: ۲، سورۃ یونس: ۵

[9] Al Ṭabarī Abū Ja'far, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk*, (Al Fayṣ al Nāshirān, 2004), 2: 141, 142.

طبری، جعفر بن جریر، تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) الفیصل ناشران، ۲۰۰۴ء، ۲: ۱۴۱، ۱۴۲

[10] Abū Ja'far, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk*, 2: 141, 142.

ایضاً، ۲: ۱۴۱، ۱۴۲

[11] Muḥammad bin 'Abd al Raḥmān Al Sakhāwī, *Al I'lān Bil Tawbīkh*, n.d, p: 175.

السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن، الاعلان بالتوبیخ، ص: ۱۷۵

[12] Abū Ja'far, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk*, 2: 141, 142.

طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۱۴۱۔۱۴۲

13 Al Sakhāwī, *Al I'lān Bil Tawbīkh*, p: 175.

السخاوی، الاعلان بالتوبیخ، ص: ۱۷۵

14 Abū al Kalām Āzād, *Rasūl e Raḥmat* (Lahore: Shaykh Ghulām 'Alī and Sons, n.d.), p: 203.

ابوالکلام آزاد، رسول رحمت، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص: ۲۰۳

15 Muḥammad Sulaymān Manṣūrpūrī, *Raḥmah Lil 'Ālamīn* (Dār al Ishā'at, 2001), 2: 603 - 605.

منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، رحمتہ للعالمین، دارالاشاعت، ۲۰۰۱ء، ۲: ۶۰۳-۶۰۵

16 Dr. Ḥamīd Ullah, *Khuṭbāt e Bahāwalpūr* (Islambad: Idārah Taḥqīqāt e Islāmī, 2005), p: 340.

ڈاکٹر حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، ص: ۳۴۰

17 Sulaymān Aḥmad Al Ṭabarānī, *Kitāb al Du'ā'*, n.d, 1: 288.

الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان احمد، کتاب الدعا، ۱: ۲۸۸

18 Muḥammad bin 'Īsa Al Tirmidhī, *Sunan Al Tirmidhī*, (Beirūt: Dār 'Iḥyā'al Turāth al 'Arabī, 1998), Ḥadīth # 3451.

الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۸ء، حدیث رقم: ۳۴۵۱